VOL- 9, ISSUE-2, 2025

Al-Safiir

https://al-safiir.com/index.php/Al-Safiir/About-the-Journal

2709-605X Online ISSN

2709-6041 Print ISSN

Ghani Kashmiri and the Sabk-e-Hindi

غنی کشمیری اور سبکِ ہندیk

Dr. Shaukat Hayat

Assistant Professor, Department of Persian, University of the Punjab, Lahore.

shaukat.persian@pu.edu.pk

Abstract

Ghani Kashmiri is one of the most prominent Persian poets of the subcontinent and a leading figure of the Sabk-e-Hindi (Indian Style) tradition in Persian poetry. Known for his profound imagery, intricate metaphors, and thematic innovation, Ghani developed a poetic style that not only influenced the Indo-Persian literary landscape but also resonated with Iranian aesthetes. This research article explores his poetic thought and style in a different way. The study examines Ghani's mystical inclinations, philosophical reflections, and his use of literary devices etc. His aversion to flattery, preference for simplicity, and spiritual perspective are highlighted as central features of his poetic identity. The article also discusses how Ghani's poetry embodies the broader features of Sabk-e-Hindi, particularly through his language, symbolism, and thematic diversity.

Keywords: Ghani Kashmiri, Sabk-e-Hindi, Persian poetry, mysticism, literary style, Indo-Persian literature.

برصغیر میں فارسی زبان وادب کی تاریخ میں کئی ایسے ادیب اور شاعر پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے نا صرف مقامی شعری ذوق کی تربیت کی بلکہ ایران و خراسان کے اصحابِ کمال کو بھی اپنی طرف متوجہ کیا۔ان میں سے ایک نمایاں اور منفرد نام غنی کشمیری کا ہے، جو سبک ہندی کا ایک درخشاں ستون اور مضمون آفرینی کے فن میں یکتارو زگار شاعر تھا۔اس کا کلام تخیل کی بلند پروازی، پیچیدہ مضامین، لطافتِ بیان اور نازک خیالی کے حسن سے لبریز ہے۔ غنی کشمیری کا فن یہ احساس دلاتا ہے کہ شاعری محض الفاظ کی ترتیب کا نام نہیں بلکہ ایک فکری و جمالیاتی کائنات ہے، جس میں فکر، فن اور تجربہ باہم جذب ہو کر ایک نئے اسلوب کو جنم دیتے ہیں۔

غنی کشمیری کا اصل نام محمد طاہر تھا۔وہ 1601ء (بمطابق 1010 ھ) میں سری نگر، کشمیر میں پیدا ہوا۔اس کے اساتذہ میں فغانی کشمیری اور شیخ محسن فانی کے نام نمایاں ہیں۔[اردو دائرۃ المعارف اسلامیہ، ج14-2، ص587]

غنی ایک قلندرانہ طبیعت کا مالک، مدح سے گریزاں اور درویش مزاج شاعر تھا، جس نے کبھی کسی بادشاہ یا وزیر کی خوشامد نہ کی۔اس کے درویشانہ مزاج کی کئی حکایات تذکرہ کی کتابوں میں درج ہیں۔جب مغل شہنشاہ اورنگ زیب نے حاکمِ کشمیر سیف خان کے ذریعے اسے دربار میں بلانے کا پیغام بھیجا تو اس نے خود کو پاگل ظاہر کر کے جانے سے انکار کر دیا اور اسی حالت میں چند دن بعد انتقال کر گیا۔[نصر آبادی، تذکرۃ الشعراء، ص445]

غنی کا انتقال 1668ء (بمطابق 1079ھ) میں ہوا اور اسے کشمیر کے "مقبرۃ الشعرا" میں دفن کیا گیا۔معروف تذکرہ نگار نظمی تبریزی نے اس تاریخ کو ایک قطعے کی صورت میں محفوظ کر لیا۔[دویست سخنور، ص278]

VOL- 9, ISSUE-2, 2025

Al-Safiir

https://al-safiir.com/index.php/Al-Safiir/About-the-Journal

2709-605X Online ISSN

2709-6041 Print ISSN

غنی کشمیری سبک ہندی کے اس عہد کا شاعر ہے جب یہ اسلوب اپنے شباب پر تھا۔ سبک ہندی کو مضمون آفرینی، نازک خیالی، ایہام، ارسال المثل، پیچیدہ ترکیبات اور تمثیلی واستعاراتی زبان کی بناپر جاناجاتاہے۔ یہ اسلوب خیالات کی نزاکت، تخیل کی پرواز، اور لفظیات کی جدت کے ذریعے قاری کو چونکادیتاہے اور معانی کے نئے در وا کرتاہے۔

عباس علی وفايي وآسیه سور تیجی لکھتے ہیں:

"غنی کشمیری یکی از شاعران مهم سبک هندی است که در مضمونآفرینی، بدیعگويي وناز کخیالی شهرت بسیار دارد و شعر او زبان رایج مردم وصناعات تازه را در قالبی نوبیان میکند۔" [غنی کشمیری وسبک هندی، ص171]

غنی کا کلام پیچیدگی سے بھرپور ضرور ہے لیکن یہ پیچیدگی محض ابہام نہیں بلکہ فکر کی تازگی اور اسلوب کی ندرت کا نتیجہ ہے۔ ایک اور مقام پر عباس علی وفائی اور آسیه سور تیجی لکھتے ہیں:

"سبک هندی کے نمایندگان میں غنی کشمیری ایک بلند پایہ شاعر ہے جو پیچیدہ ترین مضامین کو بھی روان زبان میں ادا کرتاہے۔" [غنی کشمیری وسبک هندی، ص173]

اس اسلوب کا ایک امتیاز "مضمون آفرینی" ہے، یعنی معروف مفاہیم کو نئے پیرایۂ بیان میں پیش کرنا۔ غنی کشمیری اس فن میں طاق نظر آتاہے۔ مثلا:

نیست عینک که نهادیم ز پیری بر چشم

نگہ از شوق جمال تو زند سر بر سنگ

[دیوانِ غنی، ص127]

یہاں ضعفِ پیری کی عینک اور معشوق کے جمال کی شدت کو ایک ایسا پیچیدہ مگر مرصع استعارہ عطا کیا گیا ہے جس کی تہہ میں مضمون آفرینی، ذاتی تجربہ اور نفسیاتی اضطراب سب کچھ ضم ہوگیا ہے۔

غنی کشمیری کی شاعری محض لفاظی یا صناعی کا مظہر نہیں بلکہ اس کے پس منظر میں ایک متوازن فکری و عرفانی نظام کارفرما ہے۔ وہ نہ صرف شعری صنعتوں کا ماہر ہے بلکہ اس کے کلام سے ایک عارفانہ مزاج، صوفیانہ وجدان، فقر واستغنا، اور بے ثباتی جہان کی جھلک صاف دکھائی دیتی ہے۔

غنی کشمیری نے اپنے کلام میں بارہا دنیاوی لالچ، درباری زندگی اور بے جا مدح وستائش کے خلاف آواز بلند کی ہے۔ وہ خودداری اور قناعت کو فطری خوبی سمجھتا ہے:

سعی روزی بر نمیدارد مرا از جای خویش

آبرو چون شمع میریزم ولی در پای خویش

[دیوان غنی، ص122]

یہ شعر صرف ظاہری استعارات کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک واضح فکری موقف ہے کہ شاعر عزتِ نفس کو مال ودولت پر ترجیح دیتاہے۔

غنی کے نزدیک شاعری ایک باطنی عمل ہے، کسی صلے یا تعریف کی محتاج نہیں:

VOL- 9, ISSUE-2, 2025

Al-Safiir

https://al-safiir.com/index.php/Al-Safiir/About-the-Journal

2709-605X Online ISSN

2709-6041 Print ISSN

غنی چراصلہ شعراز کسی گیرد؟

ھمین بس است سہ شعرش گرفتہ عالم را

[دیوان غنی،ص24]

یہی وہ فقر ہے جسے علامہ اقبال نے "باطنی غنا" کہا ہے اور اسی وجہ سے وہ غنی کشمیری کو "فقر او باطن غنی، ظاہر غنی" کہہ کر یاد کرتے ہیں۔[کلیاتِ اقبال فارسی،ص850]

غنی کشمیری کے ہاں تصوف محض زبانی دعویٰ نہیں بلکہ تجربۂ ذات اور عرفانِ باطن کی جھلک ہے۔ وہ دل کو مرکزِ کائنات سمجھتا ہے اور عشق کو معرفت کا دروازہ۔ایک جگہ لکھتے ہیں:

زشعر من شدہ پوشیدہ فضل ودانش من

چو میوھای سہ بماندبہ زیر برگ نھان

[دیوان غنی،ص154]

یہ شعر علم و عرفان کے اس گوشۂ فکر کو ظاہر کرتا ہے جو معرفت کی گہرائیوں تک جاتا ہے۔

غنی کشمیری کا شعورِ ذات اس کے اشعار میں بار بار ظاہر ہوتا ہے۔ وہ اس بات پر مایوس نظر آتا ہے کہ لوگ اس کے کلام سے مستفید تو ہوتے ہیں لیکن اس کی ذات سے بے خبر رہتے ہیں:

یاران بردند شعر مارا

افسوس سہ نام مانبردند

[دیوان غنی،ص77]

یہ شعر اکیسویں صدی کے قاری کو بھی متوجہ کرتا ہے، کیونکہ آج بھی فنکاروں کا تخلیقی سرمایہ استعمال ہوتا ہے، لیکن ان کی شخصیت پس منظر میں چلی جاتی ہے۔

غنی کشمیری کے ہاں حسن صرف ظاہری شے نہیں بلکہ جمالِ باطنی کا آئینہ دار ہے۔ وہ حسین چہرے، نازک وجود اور نرگس چشم معشوق کو وحدتِ حسن کا نشان سمجھتا ہے:

پیکر ساقی سراپا گویی از گل ساختند

دست گل، پا گل، بدن گل، چہرہ گل، رخسار گل

[دیوان غنی،ص128]

یہاں جمال پرستی میں کوئی سطحی پن نہیں بلکہ ایک طرح کی جمالیاتی روحانیت موجود ہے، جو صوفی شعرا کے ہاں بھی دیکھی جاتی ہے۔

غنی کے ہاں عشق نہ محض ایک جذباتی کیفیت ہے اور نہ صرف وصل و فراق کا کرب، بلکہ یہ ایک روحانی عمل ہے جو انسان کو خودی سے بے خودی کی طرف لے جاتا ہے:

VOL- 9, ISSUE-2, 2025

Al-Safiir

https://al-safiir.com/index.php/Al-Safiir/About-the-Journal

2709-605X Online ISSN

2709-6041 Print ISSN

عشق اگر افزون شود، حسن میگردد زیار

تا دو چار ابروشدی، چشم زشوقت گشت چار

[دیوان غنی، ص112]

یہاں عشق ایک روحانی ارتقاہے، جو شاعر کو جہانِ کثرت سے عالمِ وحدت کی طرف لے جا رہا ہے۔

غنی کشمیری کے بعض اشعار میں مابعد الطبیعیاتی فکر بھی موجود ہے۔ وہ دنیا کو ایک عارضی مقام سمجھتا ہے اور اپنی اصل کو کسی اور مقام سے جوڑتا ہے:

نگشت بستۂ دنیا و آخرت کارم

گذشتم از میان دو خانہ راست چو تیر

[دیوان غنی، ص111]

غنی کشمیری کا شمار اُن فارسی گو شعرا میں ہوتا ہے جنھوں نے لسانی سطح پر شاعری کو تجربات، ایجادات اور اختراعات سے ہمکنار کیا۔ اس کی زبان نہ صرف خیال انگیز بلکہ شدید طور پر تصویری، علامتی اور تمثیلی ہے۔ وہ سبکِ ہندی کے تمام لسانی محاسن کو اپنے کلام میں سمیٹ لیتا ہے اور انہیں اپنے خاص طرز میں ڈھالتا ہے۔

غنی کشمیری کی شاعری میں مجاز ایک فعال اور متحرک عنصر ہے۔ وہ اشیاء و مظاہر کو مجازی پیرایہ میں اس طرح پیش کرتا ہے کہ معنی کی کئی پرتیں قاری کے سامنے وا ہو جاتی ہیں:

شدیم خاک زبس در خیال عارض او

سزد اگر خورشید روید از گل ما

[دیوان غنی، ص21]

یہاں عارضِ معشوق کا خیال اتنا غالب ہے کہ شاعر خود کو "خاک" تصور کرتا ہے اور اس خاک سے خورشید کا اگ آنا مجازِ مرسل کی بلند مثال ہے۔

اسی طرح:

کاسۂ خود پر مکن زنهار از خوان کسی

داغ از احسان خورشید است بر دل ماہ را

[دیوان غنی، ص21]

یہاں "کاسہ" اور "خوان" مجازی طور پر سوال اور عطا کے مفاہیم میں استعمال ہوئے ہیں، جب کہ خورشید و ماہ کی تمثیل سے احسان و تکلیف کی معنویت پیدا کی گئی ہے۔

VOL- 9, ISSUE-2, 2025

Al-Safiir

https://al-safiir.com/index.php/Al-Safiir/About-the-Journal

2709-605X Online ISSN

2709-6041 Print ISSN

غنی کشمیری کے کلام میں کنایہ نہ صرف بطور لسانی جمال موجود ہے بلکہ وہ عرفانی، اخلاقی اور فکری معانی کی ترسیل کا مؤثر ذریعہ بھی ہے۔ وہ روایتی کنایات سے آگے بڑھ کر اپنی فکر سے نئے کنایے بھی تراشتا ہے۔

عشق بر یک فرش بنشاند گدا و شاہ را
سیل یکسان میکند پست و بلند راہ را

[دیوان غنی، ص21]

یہاں "فرشِ عشق" اور "سیل" ایسے کنایے ہیں جو مساوات، فنا، اور وحدتِ وجود کے تصوفانہ معانی اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں۔

گلی نچید از این باغ جز تهیدستی
کسی کہ تکیہ کند بر درم بسان چنار

[دیوان غنی، ص114]

یہ شعر حرص و طمع کی مذمت پر مبنی ایک فکری کنایہ ہے۔

تلمیح سبک ہندی کی شناختی صنعتوں میں سے ایک ہے، اور غنی اس کا استعمال بڑے فنکارانہ انداز میں کرتا ہے:

غنی، روزِ سیاہِ پیرِ کنعان را تماشا کن
کہ نورِ دیدہ اش روشن کند چشم زلیخا را

[دیوان غنی، ص ج]

یہاں حضرت یعقوب، حضرت یوسف اور زلیخا کی طرف تلمیح ہے، جسے شاعر نہ صرف شعری حسن میں استعمال کرتا ہے بلکہ اس سے عرفانی اور روحانی تجزیہ بھی اخذ کرتا ہے۔

غنی کے اشعار میں ایہام نہایت چابکدستی سے برتا گیا ہے، جہاں ایک لفظ کے دو یا زیادہ معانی قاری پر مختلف وقتوں میں منکشف ہوتے ہیں:

دیدہ چون آن دو لب شیرین دید
معنی قند مکرر فهمید

[دیوان غنی، ص88]

لفظ "شیرین" یہاں معشوقہ اور ذائقہ دونوں معانی کا حامل ہے، جو ایہام کو موثر بناتا ہے۔

غنی کشمیری روزمرہ کی امثال اور قصے کہانیوں سے ایسے اشارات لیتا ہے جو اس کی شاعری کو عرفِ عام کے قریب کرتے ہیں، مگر اس کے اندازِ بیان سے وہ بھی نیا اور تازہ محسوس ہوتا ہے:

نیست موج جوی شیر از سنگ خارا آشکار
کوهکن را شد سفید از گریہ چشم انتظار

[دیوان غنی، ص114]

VOL- 9, ISSUE-2, 2025

Al-Safiir

https://al-safiir.com/index.php/Al-Safiir/About-the-Journal

2709-605X Online ISSN

2709-6041 Print ISSN

یہاں حضرت سلیمان، کوہکن، اور جوی شیر جیسے تلمیحی و تمثیلی عناصر یکجا ہو کر شاعری میں تاریخی و اخلاقی گہرائی پیدا کرتے ہیں۔

غنی کشمیری کا ایک امتیاز اس کی زبان میں تخلیق کردہ منفرد ترکیبات ہیں، جو صرف اس کے کلام سے مخصوص معلوم ہوتی ہیں:

شمع در بازارِ خوبی خوش دکانی گرم کرد

[دیوان غنی، ص103]

یہاں "بازارِ خوبی" اور "خوش دکانی" جیسی تراکیب شاعر کی تصویری زبان کا مظہر ہیں۔

قلم و دوات و کاغذ ہمہ جمع کرد نرگس

کہ بوصفِ چشمِ خوبان ورقی سیاہ سازد

[دیوان غنی، ص107]

یہ بھی ایک خوب صورت خیال ہے جو شاعری کو ادبی نگار خانہ بنا دیتا ہے۔

غنی کشمیری کا نظریۂ شاعری اس کے کلام اور فکر دونوں میں آشکار ہے۔ وہ شعر کو محض صنعت یا تفننِ طبع نہیں سمجھتا بلکہ اسے باطنی تربیت، جمالیاتی اظہار اور فکری احتجاج کا ذریعہ گردانتا ہے۔

شعر اگر اعجاز باشد، بیبلند و پست نیست

در ید بیضا ہمہ انگشتہا یکدست نیست

[دیوان غنی، ص45]

یہ شعر نہ صرف حسنِ شعر کے تنوع کو بیان کرتا ہے بلکہ یہ اعتراف بھی کرتا ہے کہ ہر شاعر کے ہاں بلند و پست اشعار ساتھ ساتھ ہوتے ہیں۔ یہ ایک واقیعت پسندانہ شعری فلسفہ ہے۔

غنی شاعری میں استاد سے تلمذ، سرقہ سے اجتناب، اور معنوی تنوع کو ضروری سمجھتا ہے:

بھر خدمت پیش ارباب سخن آمادہ باش

نقش خود را چون قلم بنشان و خود استادہ باش

[دیوان غنی، ص119]

غنی کشمیری سبک ہندی کے نہایت ممتاز شاعروں میں سے ہے۔ اس کے کلام میں ترکیب سازی، نازک خیالی، ایہام، تصوف، فقر، اور جدید تخیل کا جو امتزاج ہے، وہ اسے دیگر شعرا سے الگ اور نمایاں کرتا ہے۔

اس کا کلام "سہلِ ممتنع" اور "مضمون آفرینی" کی اعلیٰ مثال ہے۔ علامہ اقبال بھی اسے قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے:

شاعر رنگیننوا، طاہر غنی

فقر او باطن غنی، ظاہر غنی

[کلیاتِ اقبال فارسی، ص850]

VOL- 9, ISSUE-2, 2025

Al-Safiir

https://al-safiir.com/index.php/Al-Safiir/About-the-Journal

2709-605X Online ISSN

2709-6041 Print ISSN

معاصرین و متأخرین کی آرا:

- صائب تبریزی غنی سے اس قدر متاثر تھے کہ وہ غنی کا ایک شعر اپنے پورے دیوان سے بدلنے کو تیار تھے۔[شہر بانو، ص ۴]
- بیدل دہلوی نے اس کے اسلوب کو سراہا اور اس کی جدتِ فکر کو اہم قرار دیا۔
- اقبال نے نہ صرف اس کے فقر کو خراج تحسین پیش کیا بلکہ اسے روحانی عظمت کا استعارہ بھی قرار دیا۔
- نظمی تبریزی، طاہر نصر آبادی اور دیگر تذکرہ نویسوں نے اسے عارف، نکتہدان، اور نازک خیال شاعر کے طور پر یاد کیا ہے۔[دویست سخنور، ص 274-278]

نتیجہ:

غنی کشمیری کی شاعری ایک ایسا فکری اور روحانی جہان ہے جس میں فقر، قناعت، معرفت، حسن، عشق، خودی، اور وحدت الوجود کے عناصر باہم رچ بس گئے ہیں۔ یہ عناصر اس کے اسلوب کو صرف فنی اعتبار سے نہیں بلکہ فکری و روحانی جہت سے بھی بلند کرتے ہیں۔ غنی کشمیری نے زبان کے ساتھ فنکارانہ معاملہ بندی کرتے ہوئے ایک ایسا شعری دبستان پیدا کیا جو نہ صرف سبک ہندی کا اعلیٰ نمونہ ہے بلکہ مجاز، کنایہ، ایہام، تلمیح، ارسال المثل اور ترکیبی جدت کا حسین امتزاج بھی ہے۔ اس کی زبان ایک طرف پیچیدہ، لطیف اور باریک خیال ہے تو دوسری طرف روزمرہ کے قاری کو معنوی لذت بھی مہیا کرتی ہے۔

کتابیات

1. سورتیجی، آسیہ و عباسعلی وفایي؛(2023ء)، "غنی کشمیری و سبک هندی"، فصلنامہ تخصصی سبکشناسی نظم و نثر فارسی (بهار ادب)، سال 16، شمارہ 66، صفحات 170–184۔
2. شہر بانو؛(2024ء)، "بررسی مجاز و کنایہ در شعر غنی کشمیری"، تھسیز برائے کارشناسی تخصصی، گروہ زبان و ادب فارسی، دانشگاہ پنجاب، لاہور۔
3. اردو دائرۃ المعارف اسلامیہ؛(2003ء)، بار دوم، جلد 14-2، دانشگاہ پنجاب، لاہور۔
4. غنی کشمیری؛(1362ش)، دیوانِ غنی، بکوشش احمد کرمی، چاپ پارت، تہران۔
5. غنی کشمیری؛(1869ء)، دیوانِ غنی، مطبع نولکشور، لکھنؤ۔
6. لاہوری، علامہ محمد اقبال؛(بے تاریخ)، کلیاتِ اقبال فارسی، مترجم: پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی، مکتبہ دانیال، لاہور۔
7. نظمی تبریزی، علی؛(1976ء)، دویست سخنور، تذکرۃ الشعراے منظوم و منثور، تابش، تہران۔
8. نصر آبادی، محمد طاہر؛(1317ش)، تذکرۃ الشعراء، چاپخانۂ ارمغان، تہران۔